

بِسْمِ تَعَالٰی شَدَّ

سورۃ ابراہیم

Adeel Aziz Collection

ازافادات

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی
صدر جمعیتہ علماء ہند و صدر کل ہند مسلم پارلیمنٹری بورڈ

حسب فرمائش
ناظم جمعیتہ علماء ہند
مطبع دلی پرنٹنگ و کرسٹن ہائی میں طبع ہوا

ملنے کا پتہ :- دفتر جمعیتہ علماء ہند دہلی
قیمت - ۲۰

کتابت امیاز احمد دیوبندی

2 رسول مہیج اور لیگ

از افادات شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین صاحب فی صدر جمعیتہ علماء ہند
و صدر کل ہند مسلم پارلیمنٹری بورڈ

مقدمہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین
وعلى آله وصحبه اجمعین۔ اما بعد۔ اس زمانہ پر آشوب و پرفتن
میں عالم اسلام اور مذہب اسلام پر جو جو عظیم الشان مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے
ہیں ان کی تفصیل بیان کرنا ان اوراق میں ممکن ہے اور نہ وقت مساعد ہے۔ مگر
ایک انتہائی اور غیر معمولی مصیبت کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنا ضروری سمجھ کر آگاہ کرنا
چاہتا ہوں۔ یہ امر الیکشن کے ہی ضروریات اور وقتی امور میں سے نہیں ہے بلکہ
ہمیشہ کیلئے اس پر توجہ کرنا اور تحفظ کے طریقوں پر کاربند ہونا از بس لازم ہے۔
اسلام کسی قبیلہ اور برادری کا نام نہیں ہے۔ نہ اسلام کسی قوم اور نسل یا
رنگت اور جغرافیائی حدود کا نام ہے۔ وہ ایک مذہب اور آسمانی طریقہ کا نام ہے۔
جس میں سر اسر خداوندی احکام اور حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
ارشادات عالیہ کے سامنے سر جھکا دینا اور قلب و قالب سے تابعدار بن جانا مہتمم
ہے جو شخص ایسا نہیں ہے خواہ وہ بڑے سے بڑے خاندان کا کیوں نہ ہو مسلمان نہیں
ہے اور جو شخص ایسا ہے خواہ وہ کسی ملک کا اور گری سے گری نسل کا ہو وہ اسلامی

شرافت اور عزت کا مالک ہے۔

مسلمانوں کا رہبر اور رہنما اسلامی حیثیت سے صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو کہ اس خلوت فاخرہ کو زیب تن و جان کئے ہوئے ہو۔ ورنہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے بیشمار خطرات کا سامنا ہوگا۔

بدستی سے اس زمانہ میں بہت سے ایسے لوگ درجاعتیں جنکو مذہب اور دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اپنی چرب زبانی سے رہنما اور محافظ امت مسلمہ بن بیٹھے ہیں اور لوگ انکے دھوکہ میں آکر انہیں کو اپنا نجات دہندہ اور حقیقی رہبر سمجھنے لگے ہیں۔ دنیاوی امور میں تو اگر ایک ہانڈی یا مٹی کا برتن بھی خریدتے ہیں تو اس کو خوب ٹھونکتے اور بجاتے ہیں، مگر آج نمائندگی اور ترجمانی کیلئے نہ ایسے لوگوں کی ٹہلی حالت کو دیکھا جاتا ہے، نہ علمی کیفیت کو ٹٹولا جاتا ہے نہ سیرت پر نظر ڈالی جاتی ہے نہ صورت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ نہ انکی سابقہ زندگی کی تفتیش کی جاتی ہے، نہ انکے عزائم قلبیہ کو عقل کی کسوٹی پر کسا جاتا ہے۔ صرف چرب زبانی اور زور قلم اور انگریزی تعلیم کو معیار رہنمائی قرار دیا جاتا ہے۔ الفاظ کی بھول بھلیاں میں عموماً ہندوستانی مسلمان بھپنس کر رہ جاتے ہیں۔ لفظ کلم لیگ کے منہرے روپے الفاظ سے دھوکہ کھا کر اس کے فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ ان کو خبر نہیں کہ اس جماعت پر قابض ہونیوالے کون لوگ ہیں کن کے قبضہ اقتدار میں یہ جماعت ہے۔ ان کی سابقہ کارردائیاں کیا ہیں اور ان کی موجودہ حالت کیا ہے یہی چیزیں ہیں جن سے انکی حقیقت پہچانی جاسکتی ہے اور یہ جاننا جاسکتا ہے کہ آیا یہ لوگ رہبر ہیں یا رہزن، یہ تریاق ہیں یا بس کی گانٹھ، یہ چرواہے ہیں یا بھڑیے۔

ہم مسلمانوں کی خیر خواہی کیلئے ارادہ کرتے ہیں کہ لیگ اور اسکی چوٹی کے سربراہ اور

لوگوں کی صحیح صحیح کیفیت مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے ان کو شنبہ کریں کہ جماعت اور اسکے ہائی کمانڈر ہمارے لئے ہرگز قابل اعتماد نہیں ہے نہ وہ تمہارے مذہبی رہنما بننے کے قابل ہیں اور نہ سیاسی۔ ان کی مذہبی اور سیاسی غداریاں کھلی کھلی سامنے رکھ رہے ہیں تاکہ حق اور باطل متمیز ہو جائے۔ پھر اگر کوئی صحیح راہ پر نہ آئے تو وہ جانے اور اس کا کام۔ اسی بنا پر ہم متعدد چھوٹے چھوٹے ٹی بفلٹ اور رسالے پیش کرتے ہیں جن میں نہایت معتبر استدالات سے کام لیا گیا ہے۔ ان فواہوں اور غیر معتبر روایات کو کام میں نہیں لایا گیا ہے۔ پہلا نمبر لیگ اور سول میرج ہے جس میں لیگ کی مذہب اسلام اور قرآن سے دشمنی کو صاف طور پر دکھلایا گیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ انصاف اور غور و فکر سے کام لیں۔ ہٹ دھرمی اور تعصب کو اس میں راہ نہ دیں۔ خود بھی گمراہی سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

4

سول میرج

سول میرج (تمدنی شادی) جسکو قانونی شادی کہنا زیادہ معززوں سے۔ کیونکہ شیعہ شادی نہیں بلکہ لائڈ ہوں اور بیدنیوں کی صرف قانون کے زور سے شادی ہے۔ ہندوستان میں شادی سے یہ قانون نافذ ہے۔ اس کو اپیشل میرج ایکٹ بھی کہتے ہیں۔ اسکی غرض اسی کے الفاظ میں حرب ذیل ہے۔

”ہر گاہ کہ یہ مناسب ہے کہ ان لوگوں کے لئے شادی کا طریقہ مقرر کیا جائے جو عیسائی، یہودی، ہندو، مسلمان، پارسی، سکھ، یا جین مذہب کے پیرو نہیں ہیں۔ اور بعض شادیوں کو قانوناً جائز قرار دیا جائے جن کا جواز مشتبہ ہے۔ اسلئے قانون

ذیل بنایا جاتا ہے۔

۱۹۲۳ء میں اس ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور ہندو، بودھ، سکھ، جین مذہب کے ماننے والوں کو بعض حالات میں اس قانونی شادی کی اجازت دی گئی مگر عیسائیوں، یہودیوں، مسلمانوں اور پارسیوں کو کسی حالت میں اس قانون کے ماتحت شادی کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس ایکٹ میں تحریر ہے کہ شادی سے پہلے فریقین نکاح اور تین گواہ لازمًا ان شادیوں کے رجسٹرار کے سامنے ایک اعلان پر دستخط کرینگے جو اس ایکٹ کے ضمیمہ (شیڈول) ۲ کے مطابق ہوگا۔ وہ اعلان مسلمانوں، عیسائیوں، پارسیوں، یہودیوں کے متعلق ۱۹۱۳ء کے بعد بھی حسب ذیل ہے۔

”میں فلاں شخص حسب ذیل اعلان کرتا ہوں۔

(۱) میں اس وقت غیر شادی شدہ ہوں۔

(۲) میں عیسائی، یہودی، ہندو، مسلم، پارسی، بودھ، سکھ یا جین مذہب کا

پیرو نہیں ہوں۔

(۳) میں اٹھارہ برس کی عمر حاصل کر چکا ہوں۔

(۶) اگر میں جانتا ہوں کہ اس اعلان کا کوئی حصہ جھوٹ ہے اور اگر یہ بیانا

دیتے وقت میں یہ جانتا ہوں یا یقین کرتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے یا میں اسے سچ یقین نہ کرتا ہوں تو مجھے قید اور جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔“

یہی اعلان عورت کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ البتہ عورت کے لئے بجائے

۱۸ کے ۱۴ سال کی عمر ہونی ضروری ہے۔ ہم نے دفعہ چار اور پانچ کو غیر ضروری ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔

مولانا مظہر علی انظر ناظم اعلیٰ احرار نے مسٹر جناح کی شہادت میں ایک پارسی خاتون سرٹین شاہ پیٹ بمبئی پارسی کی لڑکی سے ماتحت قانون سول میرج شادی ہوئی ان کی سوانح حیات صفحہ ۲ سے ثابت کی ہے۔ اسی جگہ سوانح حیات میں یہ بھی مذکور ہے کہ ”میشک یہ شادی اسلامی اصول کے خلاف تھی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد آپ کی بیوی نے اسلام قبول کر لیا۔ اور مذہبی اصول پر کاربند رہیں۔“

کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ شادی قانوناً بغیر تمام مذاہب سے تبریٰ یعنی تمام مذاہب سے علیحدگی کا اعلان اور اس کے اقرار کے نہیں ہو سکتی تھی۔ لیگی پریس نے اس کے جواب میں بہت کچھ زور لگایا ہے مگر باوجود قسم کی کوششوں کے وہ اس میں ناکام رہا ہے کہ شادی کے وقت میں یا اس کے پہلے خاتون مذکور کا اسلام ثابت کر سکیں۔ اگرچہ مولانا مظہر علی صاحب موصوف اس میں بھی متائل ہیں کہ خاتون موصوف کے اسلام کو قبول کیا جائے اور فرماتے ہیں کہ ”مسٹر جناح کو بری کرنے کے لئے یہ افسانہ تراشا گیا ہے“ لیکن اس امر کو تسلیم کر لینے میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ خاتون موصوف کا اسلام حسب اعداد مصنفین سوانح تسلیم کر لیا جائے۔ مگر کسی شہادت سے اس کا پتہ آج تک نہیں نکالا جاسکا کہ خاتون موصوف نکاح اور شادی کے وقت یا اس سے پہلے مسلمان ہوئی تھیں۔

مولانا مظہر علی موصوف کے اس اعتراض کا بھی کوئی جواب نہیں دیا جاسکا کہ مسٹر جناح نے نکاح کے وقت دیگر مذاہب سے تبریٰ اور علیحدگی کا اعلان و اقرار کیا ہے جو کہ سول میرج کیلئے ضروری ہے۔

اس پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ تو مسٹر جناح کا ذاتی اور شخصی فعل ہے سیاسی حیثیت

اور مسلمانوں کی رہنمائی سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ سیاسیات اور قومی قیادت میں اس سے بحث کرنا بے موقع اور غلط ہے۔ ہم کو صرف ان کی رہنمائی اور پالیسی کو دیکھنا چاہیو اگرچہ یہ جواب قابل نظر اور غور ہے تاہم بہت سے لوگ اس کی صحیح سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم ایک کھلی ہوئی اور واضح چیز پیش کرتے ہیں جس کو کوئی ادنیٰ عقل والا بھی قابلِ اذیت نہیں کہہ سکتا۔ جو کہ سیاست ہی سے تعلق رکھتی ہے۔

7

۲۶ فروری ۱۹۱۲ء کو وائسرائے کی کونسل میں مسٹر بھوپنڈا ناتھ باسوا (دل میں ج کے قانون مجریہ ۱۹۱۲ء کے متعلق ترمیم کا مسودہ پیش کرتے ہوئے) درخواست کرتے ہیں کہ اسکو منتخب کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ پاس ہو کر ملک میں نافذ ہو سکی تاکہ تائید کرتے ہوئے مسٹر جناح حسبِ قیاس تقرر کرتے ہیں۔

”یقیناً اس کونسل میں ایک ہندو یا مسلمان نمائندہ کی حیثیت اس سبب سے بہت پر خط ہے کہ کٹر لوگوں کی رائے اسکے خلاف ہے لیکن میری گزارش ہے کہ ایک نمائندہ جو اپنی قوم کی تعلیمی سطح پر اعلیٰ رکھتا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اپنے ذاتی عقیدہ کو بخوبی کے ساتھ ظاہر کرنے سے احتراز کرے۔ اس سے یہ نتیجہ لازم نہیں نکلتا کہ چونکہ

۱۔ ترمیم کا حاصل یہ تھا کہ ہندو اور مسلمان کو اس قانون سے مستثنیٰ کر دیا جائے یعنی قانوناً جائز قرار دیا جائے کہ بلا اعلان مذکور کے ہندو اور مسلمانوں کی شادی غیر ہندو اور غیر مسلمان سے جائز مانی جائے ۲۔ کیا یہ خیانت اور غداری نہ ہوگی اور کیا ایک نمائندہ اور ترجمان جس کو کسی جماعت نے اپنے دینی اور دنیوی مفاد کی ترجمانی کے لئے بھیجا ہو اپنی ذاتی رائے کو پیش کرتے ہوئے خلاف جماعت یا خلاف اکثریت فریستہ گان اپنی ذاتی رائے سے قانون بنوانے کا اور وہ بھی ایسا قانون بنوانے کا جو کہ قرآن کی صریح نص کے خلاف ہو مجاز ہو سکتا ہے؟۔ بالخصوص ایسی صورت میں (بقیہ برعہ)

اکثریت اسکے خلاف ہے۔ اسلئے وہی لوگ صحیح راستہ پر ہیں جن کی اکثریت ہے اس کونسل کے کسی نمائندہ کو اگر اس بات کا یقین ہو کہ کوئی قانون ایسا ہے جو اس ملک اور قوم کیلئے مفید ہے تو اسکی تائید کرنی چاہئے۔۔۔۔۔ محترم رکن قانون (میر علی امام) نے کہا ہے کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، قرآن (شریف) میں صاف احکام ہیں کہ ایک مسلمان، مسلمان عورت یا کتابیہ کے سوا کسی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔

میں یہ تسلیم کر لوں گا کہ ان کا یہ بیان درست ہے۔ پھر کیا میں محترم رکن سے دریافت کر سکتا ہوں کہ کیا اس ملک کی قانون سازی کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس کونسل کو قانون اسلامی اسلئے نظر انداز کرنا پڑا یا اس میں ترمیم کرنی پڑی، تاکہ وہ مقتضیات زمانہ کے مطابق ہو جائے۔ اس کونسل نے بہت سی حیثیتوں سے قانون اسلامی کو نظر انداز کیا یا اس میں ترمیمات کی ہیں۔ مثلاً اسلامی قانون معاہدہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اسلامی قانون فوجداری جس پر انگریزی حکومت قائم ہونے کے بعد بھی عملدرآمد ہوتا رہا۔ اب کلیۃً منسوخ کر دیا گیا ہے۔ قانون شہادت جیسا کہ اسلامی قانون میں تھا اس ملک میں اب کہیں بھی نہیں پایا جاتا۔ اس سب پر بالا یہ کہ ابھی زمانہ حال کا ایک قانون ہے۔ یعنی سیکس موسائی ایکٹ ۱۹۵۶ء یا ذات

(۱۷۷) انتخاب جداگانہ ہوا اور گویا انتخاب کا مطالبہ ہی یہ کہ مذہبی حیثیت کے مذہبی نقطہ نظر کے بموجب نمائندگی کر گیا۔ افسوس! اسقدر شرمناک ہو کہ وہ دھڑلے کے وقت اسلام اور تحفظ اسلام کا ڈھول مٹایا جائے اور اسمبلیوں میں پہنچ کر احکام اسلام میں تحریف و تبدیلی کی کوشش کی جائے۔ محمد میاں ۱۷۷ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو کہ ایگ میں داخل ہونے کے لزوم کیلئے دلیل پیش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت اس میں ہے اور اسی لئے اسکو صحیح راستہ بتاتے ہیں۔

کی رکاوٹ ہٹانے کا قانون۔

جس کی طرف میں اس کو نسل کی توجہ اس بنا پر مبذول کرونگے کہ جیسے قرآن شریف میں کھلے ہوئے احکام موجود ہیں کہ مذہب تبدیل کرنے کی صورت میں تمام حقوق وراثت ساقط ہو جاتے ہیں ویسے ہی محترم رکن نے بتایا ہے کہ غیر مسلم سے شادی کی صورت میں بھی یہ حق ساقط ہو جاتا ہے۔ مگر اب ایک مسلمان اپنا مذہب تبدیل

۵۵ یہ جملہ قوانین اس مستبد انگریزی حکومت نے بنائے ہیں جبکہ وہ مطلق العنانی کے ساتھ جو کچھ چاہتی تھی کرتی تھی۔ مگر جبکہ کونسلیں قائم کی گئیں اور مسلمانوں اور ہندوؤں کے نمائندے منتخب شدہ وہاں اسلئے بھیجے جانے لگے کہ اپنے منتخب کرنے والوں کی ترجمانی کرتے ہوئے ایسی باتیں قوانین میں نہ آنے دیں جو کہ ان کے مذہب اور زندگی کے لئے مفرت رساں ہوں اور ایسی باتیں پاس کریں جو کہ انکی دینی اور دنیاوی بہبودی کا ذریعہ بنیں۔ اس وقت کا حال دوسرا ہو گیا۔ مسٹر جناح کو مسلمانان ہٹی نے نمائندہ بنایا تھا۔ ان کا فرض تھا کہ وہ بھیجنے والوں کی ترجمانی کرتے اور ایسے قوانین کی آڑ نہ پکڑتے جو کہ انگریزوں نے اپنے استبداد سے خلاف مذہب اور خلاف قرآن و اسلام بنائے تھے۔ نیز یہ قوانین خلاف اسلام ہونے کی وجہ سے کسی طرح بھی قابل استدلال نہ تھے۔ بلکہ اگر کونسل میں بھی ایسے قوانین بنائے گئے ہوتے تو ان کو فروغ کرنے یا ترمیم کرنے کا مطالبہ لازم تھا۔ بالخصوص جبکہ تمام یا اکثر مسلمان اس سے ناراض بھی تھے۔ ایسے وقت میں ایسا قانون بنانا جو کہ خلاف قرآن اور خلاف اسلام تھا اور فقط مسٹر جناح کے مغروریت و وہ ضمیر کی آواز تھی کیا عوامی اور فحاشت نہیں تھی۔ کیا ایک غلطی و غلطی کی دلیل اور نظیر ہو سکتی ہے۔

۵۶ یہ مسٹر جناح کی انتہائی غلطی ہے کہ مذہب تبدیل کرنے والے کیلئے عوامی ادارت ہونا دھنپا ہے

کر سکتا ہے اور پھر بھی اس کا حق وراثت زائل نہیں ہوتا اور قرآن شریف میں جو حکم اس باب میں ہے وہ بالکل منسوخ ہو گیا ہے اور جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے یہی دلیل ہندوؤں پر بھی چسپاں ہوگی بلکہ ایک اچھا اور مضبوط مقدمہ مرتب کیا جائے۔ میں عرض کروں گا کہ نظریں میں جن کی ہم کو پیروی کرنا چاہئے۔ تاکہ منصفانہ نہانہ اور موجودہ ضروریات کا ہم ساتھ دے سکیں۔ جسکے لئے بہت سے نظائر خود اسلامی قانون میں موجود ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں تک میں غور کرتا ہوں مسلمانوں اور ہندوؤں کے قوانین میں سے جنکو بھی آپ پیش نظر لیں۔ ان کی وجہ سے بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک ہندو غیر ہندو سے یا ایک مسلمان غیر کتابیہ سے شادی کرے۔ لیکن کیا قانون سازی کے ذریعہ اس دقت کو دور نہیں کیا جاسکتا۔ کیا اس معاملہ میں مجلس قانون سازی کی دخل دہی کیلئے مواد موجود نہیں ہے جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے یہ بالکل اختیاری قانون ہے جس میں ذرا بھی لزوم نہیں ہے۔ قانون ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ہر مسلمان کو کسی غیر مسلمہ کے ساتھ یا ہر ہندو کو کسی غیر ہندو کے ساتھ شادی کرنی ہوگی۔ اسلئے اگر کافی تعداد میں ایسے روشن خیال تعلیم یافتہ

(۹۷) قرآن شریف کا کھلا حکم بتاتے ہیں بیشک مرتد (مذہب تبدیل کرنے والا مسلمان) اسلامی احکام میں وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ لیکن حکم قرآن شریف کی صریح آیت سے نہیں لیا گیا ہے بلکہ اشارات قرآنیہ اور دوسرے دلائل شیعہ سے ثابت ہے۔ علیٰ هذا القیاس غیر کتابیہ سے شادی کرنے والے کو وراثت سے محروم قرار دینا بھی ان کی صاف صریح غلطی ہے۔ وہ محروم الارث نہیں ہے۔ ہاں اسکی اولاد نکاح صحیح نہ ہونے کی بنا پر محروم الارث ہوگی۔

قرآن شریف کے حکم کو منسوخ کرنے والی کوئی قوت نہیں ہے۔

اور ترقی پذیر ہندوستانی موجود ہیں۔ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا پارسی۔ اور وہ
ایسا طریقہ شادی اختیار کرنا چاہتے ہیں جو زمانہ حاضرہ کے احساسات کے زیادہ مطابقت
رکھتا ہو۔ نوکیلوں اس طبقہ کو انصاف سے محروم رکھا جائے۔ جبکہ اس سے ہندوؤں یا
مسلمانوں کو کسی قسم کا کوئی شدید نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں ہے۔

(گورنمنٹ آف انڈیا گزٹ شعبہ قانون سہ ماہی ۱۹۱۱ء)

(سوانح عمری مسٹر جناح) حصہ ۱ کے مندرجہ ذیل اقتباس کو علامہ ظفر ماسیہ صاحب کو

مولانا ظفر الملک صاحب لکھنؤی سے تحریر فرمایا ہے۔

”۱۹۰۹ء میں مسلمانان ہند کی جانب سے منتخب ہو کر مسٹر جناح وائسرائے
کی کونسل کے ممبر ہوئے۔ جہاں ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف انہوں نے
قانون شادی کے مسودہ قانون کی پرزور تائید کی اور علی گڑھ پارٹی کے خلاف سرگرمیوں

کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جناح کے نزدیک قرآنی احکام میں بے انصافی بھی ہے۔

مسٹر جناح کی نفیات سے ناواقفیت ہے۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے ایسے نکاح سے غافل
اور اسکی اولاد کو مذہبی حیثیت سے بہت سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ خوف شدید ہے کہ علامہ

زوجیت کی استواری کہیں خاندان اور اسکے بچوں کو اسلام سے پھیر دے اور تبدیل مذہب کی
باعث بن جائے یا کم از کم ان کے اندر اسلامی عقائد اور اعمال میں تبدیلی یا کمزوری پیدا ہو جائے

بالخصوص جبکہ مسلمان عورتوں کا نکاح کسی غیر مسلم مرد سے ہو۔ اسوقت میں اسکے انداد کا خطرہ بہت
زیادہ ہے اور یہ خطرہ تمام دنیاوی خطرات سے بڑھا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک ایسا نقصان

تمام دنیاوی نقصانوں سے بڑھا ہوا ہے اور یہ کوئی خیالی امر نہیں ہے۔ نتائج میں ایسے بہت سے
واقعات موجود ہیں اسی لئے حضرت عمرؓ نے..... کیا یہ سے نکاح کو بھی منع فرمایا تھا۔

کی ابتدائی تعلیم کے مسودہ قانون کی بھی تائید کی۔ جس سے مسلمانانِ بمبئی ناراض ہو گئے اور ۱۹۱۲ء کے انتخاب میں ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ مسٹر جناح نے تعلیمی مسودہ مذکور پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

”جب میں شادی کے مسودہ قانون پر اس سے پیشتر تقریر کر رہا تھا تو میں نے اعلانیہ آزادی کے ساتھ اسے تسلیم کیا تھا کہ قوم کی اکثریت اس مسودہ قانون کے خلاف ہے مگر میرے دلی معتقدات اس مسودہ کی موافقت میں تھے اور میں نے اپنا فرض تصور کیا کہ اس تجویز کی تائید کروں۔“ (سوانح عمری مسٹر جناح ص ۲۶)

حضرات یہ دونوں بیان کسی اخبار سے نہیں لئے گئے ہیں بلکہ گورنمنٹی کاغذاتِ اسمبلی اور سوانح عمری سے لئے گئے ہیں۔ جس میں کسی فردِ گذاشت اور تغیر و تبدیل کی گنجائش نہیں ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جناح قرآن شریف اور صریح احکامِ اسلامیہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں اور اسمبلیوں اور کونسلوں میں وہ کیسے قوانین پاس کرانا چاہتے ہیں۔ وہ نہ قرآن کو مسلمانوں کے لئے قانونِ ابدی سمجھتے ہیں اور نہ اس کو ہمیشہ کی مصالح اور مقتضیات کے موافق قرار دیتے ہیں۔ لیگ اور اس کے قائدین دمبرِ مجالس قانون ساز میں مسلمانوں کی ترجمانی اور ان کے مذہب کی کیا اور کیسے تائید کرینگے۔ اس پر غور کرنا چاہئے اور روشنی حاصل کرنی چاہئے۔ کیا مسٹر عنایت اللہ مشرقی کے اس قول کی اس سے پوری تائید نہیں ہوتی جو کہ انہوں نے لاہور کے بھرے مجمع میں بروز عیدِ اسی ۱۹۴۷ء بیان کیا تھا کہ ”مسٹر جناح نے مجھ سے کہا تھا کہ قرآن تیرہ سو برس کی فرسودہ کتاب ہے اب وہ قابلِ عمل نہیں۔“

لیگی پریس نے اس کی تکذیب میں بہت کچھ شور و شغب کیا۔ مگر کیا کوئی شخص اس واضح تقریر کی وجہ کہ مستند اور یقینی ہے تکذیب کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسی کیفیت ظاہر ہو جائیکے بعد بھی وہ اپنے لئے جائز اور صحیح سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے شخص کو اپنا قائد اعظم اور سردار بنائیں یا اس کی تائید کریں یا اس کو ووٹ دیں۔ مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور کیا وہ اپنی اور اسلام کی اسی حالت میں اور ایسی جماعت میں ... آبیاری کر رہے ہیں یا اسلام کی کشتی کو ڈوبنے کی تیاری کرتے ہوئے اس کے سامان بہیم پہنچا رہے ہیں۔

ہم اس کا فیصلہ مسلمانوں کی دیانت اور غیرت پر چھوڑتے ہیں۔ ہر شخص اپنے دین و مذہب کا ذمہ دار ہے۔ اور ہم جمعیتہ علماء اسلام کو بھی مستنبہ کرتے ہیں کہ وہ جاگیں اور تائیدِ مسلم لیگ میں جو قدم اٹھا رہے ہیں۔ اس پر غائرانہ نظر ڈالیں اور اپنے اور مسلم قوم و مذہب کے لئے نجات کی صوتیں نکالیں والی اللہ المشتکی۔

جمعیتہ العلماء کی شاندار خدمات

سول میرج ایکٹ کی ترمیم کے متعلق اس وقت مسٹر جناح اور بھوپنڈرا ناتھ باسو کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی اس لئے کہ کونسل کے بقیہ ممبران موافق نہیں ہوئے۔ اور ترمیم گز گئی۔ اس کے بعد کئی مرتبہ اس میں ترمیمیں پیش کی گئیں۔ مگر سوائے اس کے یعنی یہ قانون بدستور سابق ان لوگوں کے لئے رہا جو عیسائی یہودی (بقیہ ملک پر)

۱۹۲۳ء کے کسی وقت میں بھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۹۲۳ء میں ہندوؤں کی مختلف پارٹیوں میں بودھ سکھ وغیرہ کا استثناء کر دیا گیا۔

اسکے بعد ۹ فروری ۱۹۲۸ء کو سرہری سنگھ گورنر نے اسپیشل میرج بل ایوان میں پیش کیا۔ جس کی مختصر روڈاد بچوالہ انڈین کونگری (۱۹۲۸ء) جلد اول ۲۲ مارچ ۱۹۲۸ء اسپیشل میرج ایکٹ (ترمیمی بل) حسب ذیل ہے اس بل کے سلسلہ میں سرمایہ صاحب کی تقریر بھی اس قابل ہے۔ کہ اسکو باور کیا جائے۔ بالخصوص آپ کا یہ نکتہ قابل یادداشت ہے کہ آپ نے اس بل کے متعلق فرمایا کہ یہ بل غیر اسلامی نہیں ہے۔

مختصر روڈاد اس سرہری سنگھ گورنر نے تجویز پیش کی کہ ان کے اسپیشل میرج ایکٹ (ترمیمی) بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

سرہری سنگھ نے اپنے اس اقدام کی تاریخ بیان کی اور کہا کہ سرہری مین نے ۱۸۶۸ء میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ کونسل ایک ایسا غیر مذہبی قانون شادی کے لئے بنادے جس سے تمام ہندوستانی رعایا مستفید ہو۔ اس وقت سے ملک کے لئے سول میرج کے قانون کی متعدد بار کوشش کی جا چکی ہے اس کے ابتدائی اقدامات ۱۹۲۳ء میں نافذ ہوئے، ہندو، جین، سکھ اور بودھ مذہب والوں کے لئے آپس میں شادی کو جائز کر دیا۔

(ص ۱۳۱) ہندو مسلمان۔ پارسی سکھ یا جین مذہب کے پیرو نہ ہوں۔

یعنی ان کے لئے حق ہو گیا کہ اپنے مذہب کی پیروی سے انکار اور برادرت کے بغیر سول میرج ایکٹ کے مطابق نکاح کر سکتے ہیں۔

ہنری میں کے بل نے ایوان کے سامنے یہ پیش کیا تھا کہ تمام شادیوں کے بغیر
ذات پات رنگ و نسل کا لحاظ کئے ہوئے جائز قرار دیا جائے۔ آج ہندوستان
کو سخت دشواری پیش آرہی ہے۔ کیونکہ فریٹین برٹش سول میرج کے ماتحت
صرف ہندوستان کے باہر شادی کر سکتے ہیں۔ اگر یہ بل پاس ہو گیا تو ہندوستان
سے فرقہ وارانہ جذبہ ختم ہو جائیگا اور ہندوستان متحد ہو کر ایک قوم ہو جائیگا۔

مسٹر انوار العظیم نے کہا کہ اس بل کے ذریعہ ہمارے اعتقادات کو کچلا
جا رہا ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

15

سریامین کی تقریر

مسٹر یامین نے کہا:۔ یہ بل غیر اسلامی نہیں ہے۔ ذات پات کی
بندش کو جڑ سے اکھاڑ دینا، اور دو محبت کرنے والوں کے لئے اتحاد کا بل لحاظ
ذات پات کوئی راستہ مہیا کرنا ایک عظیم اخلاقی کارنامہ ہے۔ اور آزادی
ہند کا حل۔ اکبر نے جو کہ ایک بہت بڑا قومی شخص تھا۔ اس کی مثال پیش
کر دی۔ مگر افسوس ہندوستان نے جو ذات پات سے مغلوب تھا۔ اس
کی تقلید نہیں کی۔ یہ کہتے ہوئے مسٹر یامین نے بل کے مشتہر کرنے کی
حمایت کی۔ (کوآرٹلی حبس ۱۹۲۸ء)

سریامین کا یہ فتوے اس طرز عمل کا ایک نمونہ ہے جو حفاظت کلچر اور واحد
نمائندگی کے دعویدار سبلی میں اختیار کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہو جب ملت کے واحد نمائندہ
ہیں تو کسی کی کیا مجال کہ دم مارے۔ معاذ اللہ اسلامی حکم غیر اخلاقی ہے۔ کیا
بھی ہیں اسلامی کلچر کے محافظ۔ افسوس افسوس

اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں پھر یہ بل پیش کیا گیا۔ اور خواہش کی گئی کہ جس طرح ۱۹۲۳ء میں سول میرج کے قانون میں ترمیم کر کے ہندوؤں کے مختلف فرقوں، بودھ، جینی، سکھ وغیرہ کا استثناء کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں عیسائیوں وغیرہ کا بھی استثناء کر دیا جائے۔ یا یہ قانون منسوخ ہی کر دیا جائے۔ مگر جمعیتہ علماء ہند نے ایسی کوشش کی کہ جس سے یہ ترمیم پاس نہ ہو سکی۔ اس کو رسالہ (جمعیتہ العلماء دیکھا ہے) کے ۱۲ (ایڈیشن سوم) پر بندہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

16

”۱۹۳۲ء میں مرکزی اسمبلی میں مسلم اور غیر مسلم شادی بیاہ کے قانون کا مسودہ پیش ہوا۔ اس باطل مسودہ کی مخالفت پر مسلمانوں کی کسی انجمن نے توجہ نہیں کی۔ عین وقت پر جمعیتہ علماء ہند کے ارکان کو جب اطلاع ہوئی تو فوراً اس مسودہ قانون پر اسلامی نقطہ نظر سے تبصرہ کیا گیا اور اس تبصرہ کو اخبار ”الجمعیتہ“ میں چھاپ کر تمام سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں کے پاس خصوصیت سے بھیجا گیا اور بعض مسلم ممبروں کو آمادہ کیا گیا کہ وہ اس مسودہ کی مخالفت کریں۔ مسودہ کی خواندگی کے دن مرکزی اسمبلی میں جمعیتہ العلماء کی طرف سے خصوصیت کے ساتھ نگرانی رکھی گئی۔ چنانچہ احماد شد کہ مسودہ بھی واپس لے لیا گیا۔ اور مسلمان ہند ایک بے پناہ فتنہ سے محفوظ رہے۔“

یعنی ان کے لئے قانوناً جائز قرار دیا جائے کہ وہ اپنے مذہب سے برات کئے بغیر آپس میں نکاح کر سکیں۔

آج تعزیرات ہند میں یہ قانون مجنسہ موجود ہے اور مسلمانوں ہندوں
عیسائیوں یہودیوں کے لئے اپنے مذہب کے نہ ماننے اور پابند نہ ہونیکا اقرار
کئے بغیر قانوناً ایسی شادی جرم قرار دی جاتی ہے۔ قریبی زمانہ میں مسز جناح کی
صاحبزادی کی شادی بھی اسی قانون کے ماتحت عیسائی سے ہوئی۔ جس کا واقعہ
ملشت از بام ہو چکا ہے۔

سیاسی حیثیت سے بھی اس قانون کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اگر
ایسا نہ ہوتا تو یقیناً بہت سی ریاستیں اور تعلقے آج انگریزوں کے ماتھے میں ہوتے
عیش پرست نواب اور تعلقہ دار پور پین لیڈیوں پر مائل ہو کر نکاح کرتے اور
ان کی اولاد انگریز بنتی اور علاقہ مسلمان اور ہندوں سے نکل کر انگریزی اقتدار
میں دراشاً علانیہ آجاتے۔ جیسا کہ توارتخ اس کے بہت سے شواہد پیش کر رہی
ہیں۔ جس طرح مذہب اور قرآن کی دشمنی لیگ کے ہائی کمانڈ کے فن اتوات
سے زمانہ سابق میں ظاہر ہوتی ہے۔ آج بھی وہی حالت ہے۔ جس کو ہم اگلے
پفلٹ (لیگ اور شریعت بل) میں ظاہر کریں گے۔

قرآن کے احکام

قرآن شریف میں اس کے متعلق غیر مبہم الفاظ میں ممنوع ہونیکے احکام
موجود ہیں سورہ بقرہ میں فرمایا گیا ہے۔ وَلَا تَنْكُحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُوْمِنُوا
لَا مَسَٰئَةَ مُؤْمِنَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عَشْرَةِ مُشْرِكَةٍ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ اللَّهِ وَلَا تَنْكُحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُوْمِنُوا
لَا مَسَٰئَةَ مُؤْمِنَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عَشْرَةِ مُشْرِكَةٍ وَلَا تَعِدُوا عِدَّةً لِلنَّارِ وَاللَّهُ

يُدْهَوُا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِأَذْنٍ وَبَيْنَ آيَاتٍ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

(ترجمہ) اور مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو۔ ایماندار باندی آزاد مشرک عورت سے بہتر ہے۔ اگرچہ تم کو پسند ہو۔ اور کسی مسلمان عورت کا نکاح تم کسی مشرک مرد سے مست کرو۔ جہنک وہ ایمان نہ لائے۔ غلام مؤمن آزاد مشرک سے بہتر ہے۔ اگرچہ تم کو پسند ہو۔ یہ سب (مشرک اور مشرکہ) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جنت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لئے آئین بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
سورہ متحنمیں ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ فَاغْتَسُوهُنَّ اللَّهُ
أَعْلَمُ بِمَا يَخْفَى عَنْهُنَّ فَانْكِحُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَأَنَّهُنَّ
لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ - آيَةٌ

(اے ایمان والو جب تمہارے پاس مؤمن عورتیں ہجرت کرتی ہوئی آئیں تو انکا امتحان لو۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم انکو بعد امتحان جانو کہ وہ ایمان والی ہیں تو کافروں کی طرف انکو نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ کافر مردوں کے لئے حلال ہیں اور نہ کافر مردان کے لئے حلال۔) اسی صورت میں ہے۔

وَلَا تَتَّبِعُوا الْبَعْضَ الْكَافِرَ (کافر عورتوں کی عصمت کراہنے قبضہ میں مست لازم)

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں نہایت صریح اور کھلے طریقہ غیر مسلم عورتوں کے علاوہ کتابیہ کے ہمیشہ کے لئے نکاح منع کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح غیر مسلم مردوں سے مسلمان عورتوں کے نکاح کو مطلقاً منع کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے بچتہ اور اٹل عقیدہ میں قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے
 اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا ازل سے ابد تک جاسنے والا ہے۔ اس کے احکام قرآنیہ
 ہمیشہ کیلئے ہیں۔ اس کی تعلیمات منسوخ نہیں ہو سکتیں۔ کسی دوسرے کو
 مجال نہیں کہ اس کو منسوخ کر سکے۔ نہ کسی زمانہ میں اس کے خلاف کوئی حکم عدل
 والٹصاف ہو سکتا ہے۔ جو کچھ قرآن میں ہے وہی الٹصاف ہے۔ وہی ہر زمانہ میں
 مصالح انسانیہ کے موافق ہوگا۔

جاہل اور بے دین لوگ اپنی نادانقیت اور غلط فہمی اور نفس پرستی کی بنا پر
 غلط کاریوں میں مبتلا ہو کر خداوندی احکام کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے
 بچنا ضروری ہے نہ یہ کہ ان کی ادا اور لبانت کی جائے۔ اور تقویت پہنچا کر
 ملت اسلامیہ اور مذہب کو نقصان پہنچایا جائے۔ حاجت بریا اولی الابصار
 مراد انصیحت بود و کفایت
 حوالہ با خدا کر و کیم و رفیت

ننگ اسلاف
 حسین احمد غفرلہ

Adeel Aziz Collection

جو جمعیتہ علماء ہند کے نظریہ کو واضح کرتے ہیں

عہد برطانیہ میں علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے

مسلم لیگ کیا ہے؟

محققہ تاریخ جمعیت علماء ہند۔۔۔۔۔ مریض کی بتری۔۔۔۔۔

احساس انقلاب (یا) مراقبہ تماز ----- ۱۲

پاکستان پر ایک نظر از حضرت علامت حفظ الرحمن صاحب

خاص پاکستان نمبر

ملنے کا پتہ

دفتر مرکزی جمعیت علماء ہندوئی

شعبه نشر و اشاعت جمعیت علماء اصولیه متحدہ - مراد آباد